نرم مزاجی کی اہمیت!

مفتی محمد عبداللہ قاسمی
استاذِ فقہ وادب دارالعلوم حیدرآباد، انڈیا

حسنِ اخلاق کامل ایمان کی پہچان ہے، اسلام اور مسلمانوں کا طرۂ امتیاز ہے، جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ اور سبب ہے، اللہ کی رضا وخوش نودی کا جلی عنوان ہے۔ حسنِ اخلاق وہ قیمتی زیور ہے جس سے آراستہ ہونے والے شخص کو آپ ﷺ کا محبوب ہونے کی بشارت سنائی گئی ہے، اور روزِ محشر اس کو آپ ﷺ سے قریب ہونے کی خوش خبری دی گئی ہے۔ یہ وہ بیش بہا وصف ہے جس کی تکمیل کے لیے آپ ﷺ کو مبعوث کیا گیا ہے، اور اس کو کمالِ ایمان کا معیار قرار دیا گیا ہے۔ خوش اخلاق اور خوش اطوار انسان خالق ومخلوق ہر دو کی نگاہوں میں محبوب اور منظورِ نظر ہوتا ہے، معاشرے کے افراد کے مابین اس کو مرجعیتِ عام اور مقتدایانہ حیثیت حاصل ہوتی ہے، اور دوست ودشمن ہر ایک کے لیے وہ مرکزِ محبت وعقیدت ہوتا ہے۔

نرم مزاجی کی اہمیت

اخلاقِ حسنہ اسلام کا وہ گلشنِ سدا بہار ہے جس کے اجزائے ترکیبی میں عفو و درگزر، حلم وبردباری، ایثار و ہمدردی، عفت و پاکیزگی، جود وسخا، انصاف وعدل پروری اور نرم خوئی ونرم مزاجی کے گلہائے رنگارنگ ہیں۔ ان کی خوشبو مشامِ جاں کو معطر کرتی ہے، اور دل ودماغ کو فرحت وتازگی بخشتی ہے، اور ایمان ویقین کے خزاں رسیدہ پودوں کو ذوقِ نمو عطا کرتی ہے۔ تحمل وبردباری اور نرم خوئی ونرم مزاجی گلشنِ اخلاق کا وہ گل سرسبد ہے جس کی مہک اور جس کا روح پرور اثر اپنے اندر مقناطیسی قوت رکھتا ہے، اور دوسروں پر اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ یہ وہ تیرِ نیم کش ہے جس سے کشورِ دل زیروزبر ہوجاتے ہیں، اور انسانی افکار وخیالات کی رو تبدیل ہوجاتی ہے۔ یہ وہ جاذبِ نظر اور خوش نما ہتھیار ہے جس سے بغاوت پسند اور سرکش لوگ قابو میں آجاتے ہیں، اور اپنی زندگی میں صالح اور خوش

گوارا انقلاب لے آتے ہیں۔

سیرتِ رسول اور نرم خوئی

چوں کہ نرم خوئی اور نرم مزاجی بہت ہی اعلیٰ اور قیمتی وصف ہے، بے شمار فوائد ومنافع کا حامل ہے؛ اسی لیے آپ ﷺ جہاں بہت سے اوصافِ حمیدہ کی مجسم تصویر تھے، وہیں نرم خوئی اور نرم مزاجی بھی آپ ﷺ کا خاص وصف تھا، خود قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کے اس قیمتی وصف کا تذکرہ فرمایا ہے، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ.‘‘ (آل عمران: ۱۵۰)

’’اے پیغمبر! آپ اللہ کی مہربانی سے ان لوگوں کے لیے نرم ہو، ورنہ اگر آپ بدمزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے، لہٰذا اُنہیں معاف کردیجئے اور ان کے لیے استغفار کیجیے۔‘‘

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کی آنکھیں آپ ﷺ کی فیضِ صحبت سے منور ہوئیں، اور جنہوں نے آپ ﷺ کی زندگی کو بالکل قریب سے دیکھا، ان کا آپ ﷺ کے بارے میں بیان ہے: آپ ﷺ ہشاش بشاش، خوش اخلاق اور نرم خو تھے، سخت دل تھے نہ تندخو، شور وشغب اور فحش گوئی سے دور تھے، اور عیب جوئی اور بخل سے مجتنب رہتے تھے۔ (الشمائل المحمدیۃ للترمذی، حدیث نمبر: ۳۳۴)

نرم خوئی اور نرم مزاجی کا یہ وصف آپ ﷺ کے اخلاقی پیکر کا ایسا جزولاینفک بن گیا تھا کہ ایسے حالات جن میں انسان سخت اور درشت لہجہ اختیار کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے، اور وقار وسنجیدگی کا دامن اس سے چھوٹ جاتا ہے، آپ ﷺ نے عفو ودرگزر اور نرمی کا ثبوت دیا ہے۔

ایک یہودی کے ساتھ آپ ﷺ کا حسنِ برتاؤ

چناں چہ روایتوں میں آتا ہے کہ ایک یہودی کی چند اشرفیاں نبی کریم ﷺ پر قرض تھیں، یہودی نے آپ ﷺ سے قرضہ کا مطالبہ کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی میرے پاس کچھ نہیں ہے جس سے میں تمہارا قرضہ ادا کرسکوں، یہودی نے اصرار کیا، اور کہا کہ جب تک آپ میرا قرضہ ادا نہیں کرتے، میں آپ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ایسا ہے تو میں تیرے پاس ہی بیٹھا رہوں گا، آپ ﷺ اس یہودی کے پاس بیٹھ گئے، اور اس دن کی نمازیں وہیں ادا کیں، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ یہودی کے پاس آئے، اور اسے ڈرانے دھمکانے لگے،

آپ ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منع کیا، صحابہؓ نے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! اس یہودی نے تو آپ کو قیدی بنالیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے معاہد اور غیر معاہد پر ظلم کرنے سے روکا ہے، جب وہ دن گزر گیا تو اس یہودی نے اسلام قبول کرلیا، اور اس نے کہا: میں اپنا آدھا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہوں، میں نے یہ حرکت اس لیے کی تھی کہ میں نے توریت میں آپ ﷺ کے متعلق پڑھا ہے: محمد بن عبداللہ جن کی جائے پیدائش مکہ ہے، اور جو ہجرت کرکے مدینہ منورہ آئیں گے، نہ وہ سخت دل ہوں گے نہ تندخو، نہ چیخ کر بات کریں گے، ان کی زبان فحش گوئی اور بے ہودہ گوئی سے آلودہ نہیں ہوگی، میں نے اب تمام صفات کا امتحان کرکے آپ کو صحیح پایا؛ اس لیے شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور آپ اللہ کے رسول ہیں، اور یہ میرا آدھا مال ہے، آپ کو اختیار ہے جس طرح چاہیں خرچ فرمائیں۔ (المستدرک علی الصحیحین للحاکم، حدیث نمبر:۴۲۴۲)

ایک دیہاتی کے ساتھ آپ ﷺ کا نرم رویہ

ایک روایت میں ہے: ایک دیہاتی مسجد نبوی میں آیا، اور مسجد کے ایک کونہ میں پیشاب کرنے لگا، صحابہ کرامؓ نے اس کو برا بھلا کہا، اور اس کی طرف دوڑے، آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو منع کیا، اور جب وہ پیشاب سے فارغ ہوگیا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو پیشاب صاف کرنے کا حکم دیا، اور اس دیہاتی کو اپنے قریب بلاکر نہایت نرمی سے سمجھایا کہ مساجد میں پیشاب نہیں کیا جاتا، مساجد میں تو اللہ کا ذکر ہوتا ہے اور نماز ادا کی جاتی ہے، وہ دیہاتی آپ ﷺ کی نرم مزاجی اور عفو و درگزر سے اتنا متاثر ہوا کہ اس کا بیان ہے: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ ﷺ نے نہ مجھ کو ڈانٹا اور نہ ہی برا بھلا کہا۔ (ابن ماجہ، حدیث نمبر:۵۲۹)

واقعہ یہ ہے کہ جو شخص عفو و درگزر کرتا ہو اور نرم خوئی و نرم مزاجی اس کے رگ و ریشہ میں رچی بسی ہوئی ہو، ایسے شخص کی طرف بے اختیار دل کھنچا چلا جاتا ہے، اور اس سے غیر اختیاری طور پر محبت و عقیدت بڑھتی چلی جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ایک داعیِ دین کے اندر عفو و درگزر اور تحمل و بردباری کا ہونا بہت ضروری ہے، جب تک دعوت کا کام کرنے والوں کے اندر یہ قیمتی وصف نہیں ہوگا، وہ درست اور بہتر طور پر یہ فریضہ انجام نہیں دے سکتے، خود آپ ﷺ کی اسی نرم خوئی اور نرم مزاجی نے کئی لوگوں کو متاثر کیا، اور ان کو دامن اسلام میں پناہ لینے پر مجبور کیا، اور اس کی بیسیوں مثالیں ذخیرۂ احادیث میں موجود ہیں۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور تحمل وبردباری

ہمارے اسلاف‘ جن کی زندگی آپ ﷺ کی عملی زندگی کا پرتو تھی، اور قندیلِ سیرت سے انہوں نے اپنے اخلاق وکردار کے بام ودر کو روشن ومنور کیا تھا‘ کی عملی زندگی میں بھی یہ وصف نمایاں نظر آتا ہے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے صحیح بخاری جیسی شہرۂ آفاق کتاب تحریر کی، اور جس کو ’’أصح الکتب بعد کتاب اللّٰہ ‘‘ ہونے کا شرف حاصل ہے، اور مصیبتوں اور پریشانیوں میں جس کی تلاوت کرکے دعائیں مانگی جاتی ہیں‘ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ امام بخاریؒ بیٹھے ہوئے تھے، اندر سے آپ کی کنیز آئی، اور تیزی سے نکل گئی، پاؤں کی ٹھوکر سے راستہ میں رکھی ہوئی شیشی اُلٹ گئی۔ امام صاحبؒ نے ذرا غصے سے فرمایا: کیسے چلتی ہے؟ کنیز بولی: جب راستہ نہ ہو تو کیسے چلیں! امام صاحبؒ نے یہ سن کر انتہائی تحمل اور بردباری سے جواب دیا: جا میں نے تجھے آزاد کیا۔ صیادفی جو امام بخاریؒ کی مجلس میں موجود تھے، انہوں نے کہا: اس نے تو آپ کو غصہ دلانے والی بات کہی تھی، آپ نے اس کو آزاد کردیا؟ فرمایا: اس نے جو کچھ کہا اور کیا، میں نے اپنی طبیعت کو اسی پر آمادہ کرلیا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور تحمل مزاجی

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فنِ فقہ میں غیرمعمولی مہارت عطا کی تھی، اور ان کے طریقۂ اجتہاد کو پورے عالم اسلام میں جو شہرت اور مقبولیت عطا کی ہے، وہ محتاجِ بیان نہیں ہے۔ ان کے بارے میں سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ: ایک شخص جس کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے چپقلش اور عداوت تھی، اس نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ راہ چلتے ہوئے خوب برا بھلا کہا، حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے صبر وتحمل کے ساتھ سنتے رہے، اور اس کی باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا، جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا گھر قریب آگیا تو آپؒ نے فرمایا: اب میں اپنے گھر جارہا ہوں، اگر تمہیں اور کچھ کہنا ہے تو میں اسی جگہ ٹھہر جاتا ہوں؛ تاکہ تم اپنے دل کی بھڑاس نکال لو، وہ شخص دل ہی دل میں بڑا شرمندہ ہوا، اور آپ کے اس رویہ نے اس کی عداوت ودشمنی کو محبت ودوستی سے بدل دیا۔

خواص کا ملت میں مقام

خواص قوم وملت کا دھڑکتا دل ہوتے ہیں، قوموں کی تعمیر وترقی میں ان کا اہم کردار ہوتا ہے، قوموں کے عروج واقبال اور شکست وریخت کے بنیادی محرک یہی حضرات ہوتے ہیں۔ تمام شعبہ ہائے حیات میں خواص حضرات قوم وملت کے قائد ورہنما ہوتے ہیں، ملت کی صحیح فکر اور حقیقی معنوں میں ملت کا درد خواص کو ہوتا ہے، ان کے اقوال وافعال اور حرکات وسکنات میں قوم وملت

کے لیے غیر شعوری طور پر دعوت کا پہلو پنہاں ہوتا ہے۔ان کے اخلاق وعادات، طرزِ معاشرت، بود و باش اور رہن سہن قوم وملت پر غیر محسوس طور پر اثر انداز ہوتے ہیں۔اگر خواص واکابر کے اخلاق وعادات گلشنِ سیرت کے پھولوں سے عطر بیز ہوں تو ان کی خوشبونکہتِ نسیم کی طرح پورے معاشرے کو معطر اور جانفزا کرتی ہے۔اسی طرح طبقۂ خواص کے اندر فساد وبگاڑ، اخلاقی انارکی اور پر تکلف، پر تعیُّش طرزِ معاشرت پوری قوم وملت کی تباہی وبربادی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

خواص کون ہیں؟

خواص سے مراد وہ حضرات ہیں جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے علوم نبوت کا وراث اور امین بنایا ہے، اور قرآن وحدیث کا ٹھوس اور مضبوط علم عطا کیا ہے، اور جن کے کاندھوں پر اُمت کی رہبری ورہنمائی کی ذمہ داری ڈالی ہے۔ظاہر ہے کہ اُمت کی دینی قیادت بڑی نازک اور اہم ذمہ داری ہے، اور اس کے لیے خواص اور علماء کو ایک طرف قرآن وحدیث کا ٹھوس علم ہونا اور عصر حاضر کے تقاضوں اور اس کے چیلنجوں سے واقف ہونا ضروری ہے تو دوسری طرف بلند اخلاق وکردار کا حامل ہونا اور صفاتِ حسنہ سے آراستہ ہونا بھی ناگزیر ہے۔جس عالم دین کو قرآن وسنت کا مضبوط اور پختہ علم ہو، شریعتِ مطہرہ کے اُصول وجزئیات سے گہری واقفیت ہو؛ لیکن اخلاق وکردار کے لحاظ سے وہ غیر ذمہ دار ہو، اس کے قول وعمل اور خلوت وجلوت میں ہم آہنگی اور یکسانیت نہ ہو، اس کی مثال اس پھول کی طرح ہے جس میں خوشبو نہ ہو، اس ستارے کی طرح ہے جس میں روشنی نہ ہو، اس عندلیب کی طرح ہے جو خوش آواز نہ ہو۔ایسا عالم ظاہر ہے کہ اُمت کی صحیح قیادت اور ان کی صحیح دینی رہنمائی نہیں کرسکتا، اور اپنے علم سے عوام الناس کو خاطر خواہ فائدہ نہیں پہنچا سکتا، اس لیے علماء اور خواص کو اخلاقِ حسنہ سے متصف ہونا بے حد ضروری ہے۔

خواص میں نرم مزاجی کی ضرورت واہمیت

اہل علم اور خواص کے طبقہ میں نرم مزاجی اور نرم خوئی از حد ضروری ہے۔سخت لب ولہجہ میں بات کرنا اور کسی بات پر ناراض ہونا اگر تربیت اور اصلاح کے جذبہ سے ہو تو ظاہر ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، تاہم اگر اس کا منشا محض اپنے غصہ کی تسکین اور اپنے دل کی بھڑاس نکالنا ہو تو یہ علماء اور خواص کی شان کے خلاف ہے۔عامی آدمی سے اگر ایسی بات صادر ہو جائے جو خواص کی طبیعت اور مزاج کے خلاف ہو تو فوراً مشتعل نہیں ہونا چاہیے۔ظاہر ہے کہ عام طور پر ایک عامی اور جاہل آدمی کا انداز گفتگو عامیانہ ہوتا ہے، اس کو علماء اور خواص کے ساتھ گفتگو کے

آداب معلوم نہیں ہوتے ہیں، اب اگر خواص بھی اس سے الجھ جائیں تو وہ عامی آدمی جو ایک عالم دین سے رجوع ہوا تھا؛ خواہ اس کا مقصد کچھ بھی رہا ہو، دنیوی مقصد ہو یا اخروی، جب عالم اس سے غیر سنجیدہ گفتگو کرے گا، اور اس کی جانب سے ناگوار بات پیش آنے پر درشت اور کرخت لہجہ اختیار کرے گا تو ظاہر ہے کہ وہ عامی آدمی اس سے دور اور نفور ہو جائے گا، اور اس عالم دین سے دوبارہ ملاقات کرنے اور اس کی با فیض صحبت سے فائدہ اٹھانے سے کترائے گا، اس کے برخلاف اگر عالم دین اس کی جانب سے پیش آنے والی خلاف طبیعت بات پر صبر وتحمل سے کام لے، اور اس کی غیر سنجیدہ گفتگو کے جواب میں سنجیدہ اور نرم انداز میں گفتگو کرے تو ایک تو اس کو علماء اور خواص کی جانب سے اچھا اور مثبت پیغام جائے گا، دوسرے علماء اور خواص کا یہ کریمانہ اور شریفانہ برتاؤ اس کو متاثر کیے بغیر نہیں چھوڑے گا، چناں چہ کیا معلوم کہ وہ اس سے متاثر ہو کر علماء کی ہم نشینی اور خواص کی صحبت کو لازم پکڑ لے، اور اس کی دنیا وآخرت دونوں سنور جائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....

ماہنامہ ’’بینات‘‘ کی خصوصی اشاعتیں

①	حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ (دورنگہ طباعت)	500/= روپے
②	حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ	500/= روپے
③	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ	400/= روپے
④	حضرت مفتی محمد جمیل خان شہید رحمۃ اللہ علیہ	400/= روپے
⑤	حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ	350/= روپے
⑥	حضرت مولانا عطاء الرحمٰن شہید رحمۃ اللہ علیہ	100/= روپے
⑦	حضرت مفتی عبد المجید دین پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ	100/= روپے